فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# جماعتِ اسلامی کی
# تحریکِ اتحادِ ملّت!

تحریکِ اتحادِ ملت کے سلسلہ میں جماعتِ اسلامی کی ایک علاقائی تنظیم نے "اتحاد بین المسلمین" کے موضوع پر ایک جلسہ کا انتظام کیا تھا ـــــ بریلوی فرقہ کی ایک مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد عوام کی ایک بڑی تعداد جمع تھی اور سٹیج پر اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی اور شیعہ فرقوں کے مقامی علماء شانہ بشانہ رونق افروز تھے، مہمانِ خصوصی ایک سجّادہ نشین تھے، جبکہ علاقہ کے پیر میں کرسئ صدارت پر تشریف رکھتے تھے ـــــ سٹیج سیکرٹری (جو ایک پُرجوش نوجوان تھے) نے یہ تاکید کرنے کے بعد، کہ نعرہ صرف سٹیج سے لگایا جائے گا، "نعرۂ تکبیر ـــ اللہ اکبر!" اور "اتحاد بین المسلمین ـــــ زندہ باد!" کے نعرے بلند کیے اور تلاوت کے لیے قاری صاحب کو دعوت دی ـــ جلسہ کا آغاز ہو چکا تھا، تلاوتِ کلامِ پاک کے بعد مقررین نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ـــــ ان تمام حضرات کے درمیان قدرِ مشترک تو نعرۂ اتحاد تھا، لیکن اس کی عملی صورت کچھ یوں تھی کہ:

✻ دیوبندی عالمِ دین نے "اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ"، ایک حدیث، جسے بعض محدثین نے موضوع قرار دیا ہے ـــ کا حوالہ دے کر اختلافات و تعصبات کے زہر کو تریاق میں بدلنے کی ناکام کوشش فرمائی ـــ ناکام

اس لیے کہ اس کی تشریح وہ محض یہی بیان کر سکے کہ اختلافات تو ائمہ اربعہؒ کے درمیان بھی موجود تھے، لیکن یہ ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اس کے بعد اس احترام کے سلسلہ میں انہوں نے دو ایک حوالے پیش کیے ــــ رہی یہ بات کہ اختلاف کی اس وسیع خلیج کو پاٹ کر آج اتحاد کی عملی صورت کیا ہو گی؟ اور جسے بیان کرنے کے لیے وہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تھے، اس طرف توجہ دینے کی انہیں مہلت نہ ملی، کیونکہ تقریر ہی ختم ہو گئی تھی!

✳ بریلوی مقرر نے "وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ" ــــ الآیۃ! پڑھ کر جو لمبی تان اٹھائی (کیونکہ ان کی آواز نہایت خوبصورت تھی) تو یہ ــــ "یا نبی سلام علیک، صلوات اللہ علیک" ــــ پر آن کر ٹوٹی۔ لفظ "نبیؐ" پر وہ اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے تھے، جبکہ باقی الفاظ ادا کرتے وقت، وہ اپنے ہاتھوں کو نیچے سے اوپر کی طرف اچھالتے تھے ــــ چنانچہ عوام میں سے کچھ لوگوں نے ان کی منشاء سمجھ کر ان کی ہمنوائی شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سماں بندھ گیا ــــ اب پہلے سے طے شدہ پروگرام کے برعکس عوام کی طرف سے بھی "نعرہ رسالت ــــ یا رسول اللہ!" کے نعرے بلند ہونے لگے تھے، جبکہ مقرر کے علاوہ باقی علماء ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

✳ شیعہ مقرر نے "اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد و آلِ محمّد" پڑھ کر تقریر شروع کی اور فرمایا کہ غیر مسلم اگر ایک کتاب اور ایک رسول کو نہ مان کر بھی متحد رہ سکتے ہیں تو ہم، کہ جن کا خدا بھی ایک ہے، رسولؐ بھی ایک اور قرآن بھی ایک، ہم متحد کیوں نہیں ہو سکتے؟ ــــ یاد رکھیے، ہمارا مقصود بھی ایک ہے اور مرکز بھی ایک، ہمارا مقصود توحید ہے اور مرکز رسالت ہے ــــ!"

واضح رہے کہ شیعہ مقرر کی یہ تقریر اہلحدیث مقرر کی تقریر کے بعد ہوئی تھی، اور سٹیج سیکرٹری، جو اس سے قبل کئی بار اپنے اس خیال کا اظہار کر چکے تھے کہ ہم اپنے اپنے مسلک کے پابند رہ کر بھی متحد ہو سکتے ہیں، اہلحدیث مقرر کی تقریر سن کر برملا کہہ اٹھے کہ "انہوں نے مرض کی تشخیص بھی کی ہے اور اس کا علاج بھی بتلایا ہے!"

جلسہ کے اختتام پر صاحبِ صدر نے دعا کی کہ "اے اللہ، ہمیں متحد رہنے کی توفیق عطا فرما ——— آمین!" ——— یہ الگ بات ہے کہ دعا کے بعد سٹیج پر ہی علماء کی باہمی نوک جھونک شروع ہو چکی تھی!

قارئینِ کرام، یہاں ہم نے اہلحدیث مقرر کے خیالات کی نشاندہی نہیں کی، کیونکہ ہم اسے اس مضمون کے آخر میں بیان کرنے والے ہیں ——— اور اس مضمون کا محرک بھی یہی نقطۂ نظر ہے!

---

ان دنوں کالعدم جماعتِ اسلامی کی طرف سے "اتحادِ ملت" کی تحریک بڑے زور و شور سے چلائی جا رہی ہے، جلسے منعقد ہو رہے ہیں، اخبارات میں ایک پانچ نکاتی پروگرام شائع ہو چکا ہے اور اس سلسلہ کے متعدد پمفلٹ بھی طباعت کے بعد عوام میں ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہو چکے ہیں ——— تاہم "اتحاد" کے موضوع پر منعقد ہونے والے اس جلسہ کو سن کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ داعیانِ اتحادِ ملت کے پاس اتحاد کے لیے کوئی ٹھوس پروگرام اور واضح لائحہ عمل موجود نہیں ہے۔ بس وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہر فرقہ کے لوگ اپنے اپنے مسلک سے منسلک بھی رہیں اور اتحاد، اتحاد کا نعرہ بھی بلند کرتے رہیں ——— تاکہ سند رہے اور بوقتِ انتخابات کام آئے! ——— بدگمانی اچھی چیز نہیں، تاہم اس وقت جبکہ انتخابات کی آمد آمد ہے، اتحاد کے اس خالی خولی نعرہ کا مفہوم ہم کچھ اور سمجھنے سے قاصر ہیں ——— اور ممکن ہے، یہ اتحاد آئندہ انتخابات میں ان کے لیے مفید ثابت ہو، تاہم قرآنِ مجید کی نظر میں امتِ مسلمہ کا مطلوبہ اتحاد ہرگز یہ نہیں ہے ——— اولاً تو ایسا اتحاد ممکن نہیں اور اگر ممکن ہو تو عارضی ثابت ہوگا ——— اس سلسلہ میں ماضی قریب کے نو ستاروں کے قومی اتحاد کو بطورِ مثال پیش کیا جا سکتا ہے ——— حالانکہ:

"نو ۹ کا عدد کبھی نہیں ٹوٹتا!" (لیڈرانِ قومی اتحاد)

علاوہ ازیں یہاں ہم جماعتِ اسلامی کے اطمینان کے لیے مولانا مودودی علیہ الرحمۃ کی "تفہیم القرآن" کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں ——— مولانا مرحوم نے

تفہیم القرآن جلد سوم ص ۱۱۸، ۱۱۹ پر سورۂ طٰہٰ کی آیت ۹۴ کے سلسلہ میں یہ عبارت درج فرمائی ہے ۔۔۔ آیت یہ ہے:

"قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَن تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي!"

اس کا ترجمہ اور تشریح بھی مولانا کے قلم سے ملاحظہ ہو:

"ہارونؑ نے جواب دیا "اے میری ماں کے بیٹے، میری ڈاڑھی نہ پکڑ، نہ میرے سر کے بال کھینچ، مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ تو آ کر کہے گا، تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا" ۷۰؎

۷۰؎ "حضرت ہارونؑ کے اس جواب کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قوم کا مجتمع رہنا اس کے راہِ راست پر رہنے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اور اتحاد چاہے وہ شرک پر ہی کیوں نہ ہو، افتراق سے بہتر ہے خواہ اس کی بنا حق اور باطل ہی کا اختلاف ہو۔ اس آیت کا یہ مطلب اگر کوئی شخص لے گا تو قرآن سے ہدایت کے بجائے گمراہی اخذ کرے گا۔ حضرت ہارونؑ کی پوری بات سمجھنے کے لیے اس آیت کو سورۂ اعراف کی آیت ۱۵۰ کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے۔۔۔الخ!"

اس کے بعد مولانا نے ان دونوں آیتوں کو جمع کر کے صورتِ واقعہ کی اصل تصویر پیش فرمائی ہے، جسے ہم بخوفِ طوالت نظر انداز کر رہے ہیں ۔۔۔ ویسے بھی استدلال کے لیے اسی قدر کافی ہے، ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ خود مولانا علیہ الرحمۃ کے نزدیک حق و باطل کے اختلاف کے باوجود اتحاد، نیز شرک پر اتحاد، ہدایت کے بجائے گمراہی اخذ کرنے کے مترادف ہے۔ فلہٰذا "كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ" کا مصداق رہ کر بھی اتحاد، اتحاد کا نعرہ بلند کیے جانا نہ صرف صحیح فکر نہیں ہے بلکہ یہ بات فرقہ بازی کو جواز مہیا کرنے کے لیے ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے!

---

بیجا نہ ہوگا، اگر ہم یہاں حالیہ تحریکِ اتحادِ ملت کے سلسلہ میں شائع کیے

جانے والے ایک پمفلٹ :

"امتِ مسلمہ میں فرقہ بندی کیوں؟" ــــ از سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ" کا حوالہ بھی دے دیں۔ مولانا نے اپنے اس مقالہ میں دین اور شریعت کی تعریف بیان کر کے نظریۂ اتحاد پر روشنی ڈالی ہے۔ دین کی تعریف میں آپ لکھتے ہیں :

" إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ !"

" اللہ کے نزدیک حقیقی دین صرف اسلام ہے!"

" یعنی خدا کے نزدیک اصلی دین بس وہی ہے جس میں انسان صرف اللہ کو عزت والا مانے اور اس کے سوا کسی کے آگے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔ صرف اللہ کو آقا اور مالک اور سلطان سمجھے۔ اور اس کے سوا کسی کا غلام، فرمانبردار اور تابعدار بن کر نہ رہے۔ صرف اللہ کو حساب کرنے اور جزا و سزا دینے والا سمجھے اور اس کے سوا کسی کے حساب سے نہ ڈرے، کسی کی جزا کا لالچ نہ کرے اور کسی کی سزا کا خوف نہ کھائے۔ اسی دین کا نام "اسلام" ہے۔ اگر اس کو چھوڑ کر آدمی نے کسی اور کو اصلی عزت والا، اصلی حاکم، اصلی بادشاہ اور مالک۔ اصلی جزا و سزا دینے والا سمجھا اور اس کے سامنے ذلت سے سر جھکایا، اس کی بندگی اور غلامی کی، اس کا حکم مانا اور اس کی جزا کا لالچ اور سزا کا خوف کھایا، تو یہ جھوٹا دین ہو گا۔ اللہ ایسے دین کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ خدا کے سوا کوئی دوسری ہستی اس تمام کائنات میں اصلی عزت والی نہیں ہے۔ نہ کسی اور کی سلطنت اور بادشاہی ہے۔ نہ کسی اور کی بندگی اور غلامی کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ نہ اس مالکِ حقیقی کے سوا کوئی اور جزا و سزا دینے والا ہے۔ یہی بات دوسری آیتوں میں اس طرح بیان کی گئی ہے :

" وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ "

" یعنی جو شخص خدا کی سلطانی اور بادشاہی کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا مالک

اور حاکم مانے گا اور اس کی بندگی اور غلامی اختیار کرے گا اور اس کو جزا و سزا دینے والا سمجھے گا، اس کے دین کو خدا ہرگز قبول کرنے والا نہیں ہے۔ اس لیے کہ:

"وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ"

"انسانوں کو تو خدا نے اپنا بندہ بنایا ہے اور اپنے سوا کسی اور کی بندگی کا حکم ہی نہیں دیا ہے۔ ان کا تو فرض یہ ہے کہ سب طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ کے لیے اپنے دین یعنی اطاعت اور غلامی کو مخصوص کر دیں اور یکسو ہو کر صرف اسی کی بندگی کریں اور صرف اسی کے حساب سے ڈریں:

"أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ"

"کیا انسان خدا کے سوا کسی اور کی غلامی اور فرمانبرداری کرنا چاہتا ہے حالانکہ زمین و آسمان کی ساری چیزیں صرف خدا کی غلام اور فرمانبردار ہیں اور ان ساری چیزوں کو اپنے حساب کتاب کے لیے خدا کے سوا کسی اور کی طرف نہیں جانا ہے۔ کیا انسان زمین اور آسمان کی ساری کائنات کے خلاف ایک نرالا راستہ اپنے لیے نکالنا چاہتا ہے؟"

"هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ"

"اللہ نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق دے کر اس لیے بھیجا ہے کہ وہ سارے جھوٹے خداؤں کی خدائی ختم کر دے اور انسان کو ایسا آزاد کرے کہ وہ خداوند عالم کے سوا کسی کا بندہ بن کر نہ رہے۔ چاہے کفار اور مشرکین اس پر اپنی جہالت سے کتنا ہی واویلا مچائیں اور کتنی ہی ناک بھوں چڑھائیں"

"وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ

لِلّٰہِ "

"اور تم جنگ کرو اس لیے کہ دُنیا سے غیر اللہ کی فرمانروائی کا فتنہ مٹ جائے اور دنیا میں بس خدا ہی کا قانون چلے، خدا ہی کی بادشاہی تسلیم کی جائے اور انسان صرف اسی کی بندگی کرے!"

(پمفلٹ مذکور ص ۴، ۵، ۶)

---

جماعتِ اسلامی کی حالیہ تحریکِ اتحادِ ملّت کے قائدین ایک طرف مولانا کی اس عبارت کو بغور پڑھیں اور دوسری طرف یہ دیکھیں کہ پاکستان میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو ننگ دھڑنگ فقیروں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں عقیدت سے ان کے ہاتھ پاؤں دباتے ہیں، حتّٰی کہ اُن کے منہ سے گالیاں کھا کے بھی بے مزہ نہیں ہوتے بلکہ انہیں رحمت کے پھول سمجھ کر اپنے دامنوں میں سمیٹ لینے کی کوشش کرتے ہیں — گیارھویں کی کھیر نہ پکائیں تو ہر آن ان کو یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ انکی بھینسوں کا دُودھ خشک ہو جائے گا — مُردوں کو "ککڑ" دے کر "پتر" کا سودا کرنے والے بھی موجود ہیں — "یا علی مشکل کشا" کا نعرہ لگانے والے بھی بہت ہیں۔ بلکہ اب تو

قبر و نشر و حشر میں تُو ساتھ دے — ہو مرا مشکل کشا احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو — اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا

— کا وِرد بھی ہونے لگا ہے — سٹیجوں پر جھوم جھوم کر؛

امداد کن امداد کن — از بندِ غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن — یا شیخ عبدالقادرا

پڑھنے والوں کا بھی کوئی قحط نہیں — اور اگر آپ ان تمام باتوں کو "صرف اللہ ہی کی بندگی" کے منافی سمجھ کر، ایسے عقائد رکھنے والوں کے دین کو "جھوٹا دین" کہیں گے، تو وُہ آپ کے پاس ایک لمحہ رُکنے کو بھی تیار نہ ہوں گے جبکہ آپ ان سے اتحاد چاہتے ہیں! آپ اگر ان سے یہ کہیں گے کہ "سب طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ کے لیے اپنے دین یعنی اطاعت اور غلامی کو مخصوص کر دیں" — تو وُہ آپ پر وہابیت، منکرِ اولیاء اور گستاخِ رسول ہونے کا فتوے لگائیں گے اور

آپ کو اپنی مسجد میں نماز تک پڑھنے کی اجازت نہ دیں گے، لیکن آپ ان سے ووٹوں کے طلبگار ہیں! ــــ آپ ان سے اتحادِ ملت کے جلسہ میں یہ کہیے کہ خدا کے علاوہ اگر کسی کو پکارا جائے تو یہ اس کو خدا بنانے کے مترادف ہے اور جھوٹے خداؤں کی خدائی ختم ہونی چاہیے، تو ہمیں امید نہیں کہ آپ بخیریت اپنے گھر واپس جا سکیں گے ــــ پھر جہاں آپ نے ان غلط عقائد کی تردید کے لیے، دینِ حق کے غلبہ کے لیے "وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ" کی آیت تلاوت فرمائی تو وہ آپ کو فسادی، فتنہ باز، کافر گر اور نہ جانے کیا کیا کہیں گے، پھر آپ نعرۂ اتحاد کو کہاں کہاں لیے پھریں گے؟ ــــ آپ دین کے معنے اطاعت بیان کر کے "وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" پڑھیں گے تو مولانا عبدالستار نیازی اور اُن کے عقیدت مند آپ کے پیچھے پڑ جائیں گے کہ آپ نے "فقہ کو اساسِ حجت میں شامل کیوں نہیں کیا؟" جلسۂ اتحادِ ملت میں شامل تمام مقلدین حضرات سٹیج سے اُتر اُتر کر اپنے اپنے گھر کی راہ لیں گے، اور سٹیج خالی ہو جائے گا! ــــ اور اگر آپ نے یہ نعرہ بلند کیا کہ "دُنیا میں بس خدا ہی کا قانون چلے" تو آپ خود بھی واک آؤٹ کر جائیں گے ــــ اور جمہوریت کی یہ نیا، جس پر اہلِ پاکستان کو لاد کر آپ ساحلِ مراد تک پہنچانا چاہتے ہیں، اپنے ناخداؤں سے محروم ہو کر ڈانواں ڈول ہو جائے گی ــــ اب نہ ووٹوں کی آپ کو ضرورت پڑے گی اور نہ ہی نعرۂ اتحاد کی کوئی اہمیت باقی رہ جائے گی ــــ کیونکہ جمہوریت کی تعریف یہ ہے:

"GOVERNMENT OF THE PEOPLE FOR THE PEOPLE BY THE PEOPLE!"

اور یہ تعریف "دُنیا میں بس خدا ہی کا قانون چلے" سے لگا نہیں کھاتی ــــ پھر اگر آپ اسے اسلامی بنانا چاہیں گے تو کیا قانون سازی سے دستبردار ہو جائیں گے؟ ــــ یا کثرتِ رائے کے اصول کو فراموش کر دیں گے؟ ــــ اسمبلی میں اگر گندی اور لچر فلموں کو تفریح کا نام دینے والوں کے ووٹ زیادہ ہو گئے تو آپ اس کثرتِ رائے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں گے؟ ــــ اسے بہر حال آپ کو تسلیم کرنا ہو گا، کیونکہ کثرتِ رائے ہی کے بل بوتے پر تو آپ اسمبلی میں تشریف

لائے تھے!

___ اللہ کے بندو، آپ نے تو یہ پمفلٹ اس لیے شائع کیا تھا کہ اتحاد ہو جاتے، لیکن ایک دنیا آپ کے خلاف ہو گئی ہے، حتیٰ کہ آپ خود سے بھی بیگانہ ہو گئے ___ بقول شخصے کہ

ہم خود بھی اکیلے ہوتے گئے جب ایک خدا کا نام لیا
سب دنیا ہم کو چھوڑ گئی ہم تنہا پائے جاتے ہیں

___ دراصل آپ سمجھے نہیں، مولانا مرحوم یہاں دین کی تعریف کر کے بڑی خاموشی سے آپ کو اس مرکز تک لے آئے ہیں جہاں اتحاد کا عظیم الشان محل تعمیر ہونے والا ہے ___ کہ اتحاد کا پہلا نکتہ توحیدِ الوہیت ہے، توحید ہی وحدت کا باعث ہے ___ توحید ہوگی تو اتحاد ہو گا، اور اگر توحید پر اتحاد نہیں ہوتا تو خداوند تعالیٰ کو قطعاً ایسا اتحاد مطلوب و محبوب نہیں ___ پھر "لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ" کا نعرہ لگے گا اور دودھ کا دودھ، پانی کا پانی الگ ہو جائے گا ___ مولانا نے تو آپ کو یہ مشورہ دیا ہے کہ:

"وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ"

"اور تم جنگ کرو، اس لیے کہ دنیا سے غیر اللہ کی فرمانروائی کا فتنہ مٹ جائے اور دنیا میں بس خدا ہی کا قانون چلے، خدا ہی کی بادشاہی تسلیم کی جائے اور انسان صرف اسی کی بندگی کرے!"

لیکن آپ ہیں کہ صلح کل پر مائل ہیں، ہر ایک کو اپنے اپنے مسلک سے چمٹا رہنے کی آزادی بھی دیتے ہیں اور اتحاد کی نوید بھی! ___ آپ اپنے ہی اس شائع شدہ پمفلٹ کو دوبارہ بغور پڑھیں، جس کے ٹائیٹل پر "تحریکِ اتحادِ ملت" کے الفاظ نمایاں ہیں۔ اور پھر اس تحریک کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے خود فیصلہ کریں کہ مولانا علیہ الرحمۃ کے نقطۂ نظر سے آپ نے خود کہاں تک اتفاق کیا ہے؟ ___ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں، یہ عین ممکن ہے، مولانا عبدالستار نیازی نے "اتحاد بین المسلمین ___!" کے عنوان کے تحت "نوائے وقت"

کی دو قسطوں میں (یہ الفاظ لکھنے تک اس مضمون کی تیسری قسط شائع نہیں ہوئی سلہ) آپ کو جو جلی کٹی سنائی ہیں، اس کی بنیاد یہی نکتۂ توحید ہو —— یہ شبہ اس امر سے بھی تقویت پاتا ہے کہ یہ مضمون لکھتے وقت آپ کا یہ پمفلٹ مولانا نیازی کے نہ صرف پیشِ نظر رہا ہے، بلکہ اس کے اقتباسات بھی انہوں نے نقل کیے ہیں —— چنانچہ ان کے اس مضمون سے ٹپکنے والے شدید غیظ و غضب اور پھر علمِ غیب وغیرہ کے مباحث چھیڑنے کی یہی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ:

"وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ"

"اور جب تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل تنگ ہونے لگتے ہیں جن کا آخرت پر ایمان نہیں ہے۔ ہاں جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوشی سے ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں"!

—— اور یہ تو ظاہر ہے کہ مولانا نے اپنے اس مقالہ میں دین کی تعریف بیان کرتے وقت اکیلے خدا ہی کا نام لیا ہے!

---

مولانا مودودیؒ نے اس کے بعد شریعت کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ تاہم اس میں بعض باتیں مغالطہ آمیز ہیں۔ مثلاً انہوں نے دین اور شریعت کا فرق بیان کرتے ہوئے ایک آقا اور اس کے چند نوکروں کی مثال بیان کی ہے —— اس مثال کا پہلا حصہ تو خیر اممِ سابقہ سے تعلق رکھتا ہے جو درست ہے۔ لیکن امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے سلسلہ میں وہ اس مثال کا دوسرا حصہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"اسی طرح اگر آقا (اللہ تعالیٰ) کا حکم سن کر ایک نوکر (بندہ) اس کی منشا کچھ سمجھتا ہے اور دوسرا کچھ اور۔ اور یوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں تو نوکری میں دونوں برابر ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے

---

سلہ اور اسی لیے فی الحال ہم اس سے صرفِ نظر کر رہے ہیں —— مولانا نیازی صاحب کے اس مضمون پر تبصرہ آئندہ اشاعت میں کیا جائے گا —— ان شاء اللہ!

کہ ایک نے مطلب سمجھنے میں غلطی کی ہو اور دوسرے نے صحیح مطلب سمجھا ہو۔ لیکن جب اطاعت دونوں نے کی ہے تو ایک کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ تو نافرمان ہے یا تجھے آقا کی نوکری ہی سے خارج کر دیا گیا ہے!" (ص ۹)

ان الفاظ پر ہمیں اعتراض اس لیے ہے کہ اس مثال میں آقا اور نوکر کے درمیان ایک ایسی تیسری شخصیت کا ذکر موجود نہیں ہے، جس کا منصب آقا اور بندہ کے درمیان واسطہ بن کر "يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" کا مقدس فریضہ سرانجام دینا اور نوکر کو مالک کی منشاء سمجھانا ہے۔ جبکہ اسے اس منشاء کے سمجھنے میں آزاد چھوڑ کر "وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ" کی حامل شخصیت کے خلاء کو "اپنی اپنی سمجھ" سے پر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ——— اور یہ اس "اپنی اپنی سمجھ" کا ہی نتیجہ ہے کہ:

"آقا کا حکم سن کر ایک نوکر اس کی منشاء کچھ سمجھتا ہے اور دوسرا کچھ اور!"

——— کیا شریعت اتنی ہی وہمی چیز ہے کہ ہمیں شش و پنج میں مبتلا چھوڑ کر یہ کہنے پر مجبور کر دے کہ:

"ہو سکتا ہے کہ ایک نے مطلب سمجھنے میں غلطی کی ہو اور دوسرے نے صحیح مطلب سمجھا ہو!"

——— ایک نوکر، دوسرے نوکر کو آقا کی نوکری سے خارج کر دینے کا اختیار تو خیر نہیں رکھتا، لیکن اگر کوئی نوکر اپنی سمجھ کے مطابق کوئی ایسا کام کرتا ہے جو صریحًا سنتِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خلاف ہو کر بدعت کے زمرہ میں آتا ہے، تو دوسرا نوکر، آقا اور نوکر کے درمیان واسطہ بننے والی شخصیت کے فرمان کا حوالہ دے کر، اس سے یہ تو کہہ سکتا ہے کہ بدعتی کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں اور وہ روزِ محشر ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں آبِ کوثر پینے کی بجائے، آپؐ سے "سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ" کی ڈانٹ سنے گا ——— یہ "اپنی اپنی سمجھ" ہی تو سارے فساد کی جڑ ہے! ——— آخر یہ کیسا اتحاد ہے اور فرقہ بندی کا کیا علاج، کہ نوبت بایں جا رسید:

"اب اگر اس شریعت کے احکام کو ایک شخص کسی طرح سمجھتا ہے اور دوسرا کسی اور طرح اور دونوں اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس پر عمل کرتے ہیں تو چاہے ان کے عمل میں کتنا ہی فرق ہو، ان میں سے کوئی بھی نوکری سے خارج نہ ہو گا۔ اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک جس طریقہ پر چل رہا ہے، یہی سمجھ کر چل رہا ہے کہ یہ آقا کا حکم ہے!" (ص ۱۱)

——— شریعت نہ ہوئی، چوں چوں کا مربّہ ہو گیا ——— پھر بھی اس کا نام اطاعت[1] ہے ——— اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ ہر طریقہ شریعت ہے (کیونکہ مولانا نے بھی شریعت کا معنی طریقہ ہی بتلایا ہے[2]) ——— پھر یہ مختلف شریعتیں بھی ایک ہی شریعت ہے ——— دین اور شریعت میں فرق ضرور ہے کہ دین ہمیشہ سے ایک رہا ہے اور شریعتیں مختلف (بشرطیکہ یہ ایک ہی دین کے لیے ہوں) ——— لیکن شریعتِ محمدیہ بلاشبہ ایک ہی شریعت ہے! ——— یہ نہیں کہ جتنے نوکر اتنی ہی شریعتیں ہوں اور ہر شریعت کے منجانب اللہ ہونے کا یہ معیار کہ میری سمجھ میں آقا کے حکم کی منشاء یہ ہے اور فلاں کی سمجھ میں فلاں منشاء! ——— آقا تو آواز پہ آواز دے رہا ہے کہ دیکھو، میری منشاء وُہ ہے جو میرے رسول نے بتلا دی ———

"وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ!"

——— "جس نے میرے رسول کی اطاعت کی، وہی میری اطاعت ہوگی!"

لیکن یہاں سب "كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ" کے مصداق بھی اور اس ڈر سے خاموش اور مہر بلب بھی، کہ مبادا اتحاد ٹوٹے اور فرقہ بندی کو راہ مل جائے ——— اگر اتحاد کے یہی معنیٰ ہیں تو پھر داعیانِ حق کا فریضہ کیا ہے؟ ——— "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا ذکر قرآن میں کیوں ہوا؟ ——— سورۃ آل عمران میں جہاں: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا!" (آیت ۱۰۳)

---

[1] دیکھئے مولانا کے الفاظ:

"لیکن جب اطاعت دونوں نے کی ہے ......!" (ص ۹)

[2] "شریعت کے معنی طریقے اور راستے کے ہیں!" (ص ۷)

ارشاد ہوا، وہاں اس کے بعد کی آیت (۱۰۵) میں "وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ" کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ دعوت الی الخیر، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ تو اتحاد کے منافی ہے اور نہ فرقہ بندی کا باعث بنتا ہے!

---

دراصل یہ مثال ائمہ کے خالص اجتہادی مسائل کی حد تک تو گوارا ہو سکتی ہے، لیکن موجودہ فرقہ بازی اور تعصب میں ایسی توجیہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اجتہاد سے بسا اوقات جو اختلاف رونما ہوتا ہے، وہ عموماً شریعت ہی کے مختلف پہلوؤں کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے ائمہ نے کبھی اس کی بنیاد پر نہ فرقہ بندی کی ہے اور نہ اپنے موقف کو بے دلیل قبول کرنے کی اجازت دی ہے۔ بلکہ ان کی تعلیم بار بار یہی رہی ہے کہ ہمارے اقوال کو کتاب و سنّت پر پیش کیا جائے، اگر موافق ہوں تو قبول کر لیے جائیں، ورنہ انہیں دیوار سے دے مارا جائے ـــــ لیکن موجودہ فرقوں اور مقلدین نے ان کے اس قول کو تو، تقلید کے دعوای کے باوجود، نہ مانا۔ جبکہ ان کی باقی تمام آراء کو، جن کی حیثیت دراصل فقہ اور اجتہاد کی تھی، فقہ سے بھی بڑھ کر شریعت کا درجہ دے دیا ہے[1] ـــــ فقہ اور شریعت کا یہی فرق مولانا علیہ الرحمۃ کی عبارت میں ملحوظ نہ رکھا گیا ہے اور جتنی مثالیں آقا اور نوکر کی دی ہیں، ان کا مصداق تو ائمہ کے اجتہادات ہیں، لیکن جنہیں جواز فراہم کرتے ہوئے مقلدین کی فرقہ بازی کی حوصلہ افزائی ہو گئی ہے ـــــ گویا اتحاد کی دعوت نہیں فرقہ بندی کو فروغ مل رہا ہے اور اخلاص کی بجائے رواداری کے نام پر منافقت پھیل رہی ہے ـــــ پس موجودہ فرقہ بندی ان مثالوں کا مصداق قطعاً نہیں ہے، بالخصوص اس لیے کہ ان مثالوں میں شریعت اور فقہ تو کجا، دین اور شریعت بھی آپس میں گڈمڈ ہو کر رہ گئے ہیں ـــــ اور اسی طرح شریعت بھی ان باتوں ہی کی مصداق نہیں ہے کہ شریعت اپنی اپنی سمجھ کا نام نہیں ہے

---

[1] اس کتابچے میں مولانا مودودیؒ نے دین کی تعریف اطاعت سے اور شریعت کی تعریف طریقہ سے کی ہے۔ گویا جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کی اطاعت کے لیے بیان

اسی طرح مولانا نے فرمایا ہے:

"مسلمانوں میں نماز پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک شخص سینے پر ہاتھ باندھتا ہے، دوسرا ناف پر باندھتا ہے۔ ایک شخص امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتا ہے، دوسرا نہیں پڑھتا۔ ایک شخص آمین زور سے کہتا ہے، دوسرا آہستہ کہتا ہے۔ ان میں سے ہر شخص یہی سمجھ کر چل رہا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اس لیے نماز کی صورتیں مختلف ہونے کے باوجود دونوں حضورؐ ہی کے پیرو ہیں۔ مگر جن ظالموں نے شریعت کے ان مسائل کو دین سمجھ رکھا ہے، انہوں نے محض انہی طریقوں کے اختلاف کو دین کا اختلاف سمجھ لیا!" (ص ۱۲، ۱۳)

---

فرمایا ہے وہ شریعت ہے ـــــ اللہ اور رسولؐ کی حد تک دین و شریعت کی اس توجیہ کو ہم غلط نہیں کہتے لیکن امت کے اجتہادات ان معنوں میں شریعت سے علیحدہ چیز ہیں کہ ان میں وجوہِ اختلاف کی بناء پر تعدد پایا جاتا ہے اور بعد کے مجتہدین کے نئے اجتہاد کی وجہ سے ان میں تغیر و تبدل بھی ہوتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حیثیت فقہ و اجتہاد کی ہوتی ہے اور یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف منسوب ہونے کی بجائے ان ائمہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اس تعدد اور تغیر کے باوجود شریعت کا تعدد و تغیر لازم نہیں آتا۔ گویا شریعت ایک ہے اور دائمی بھی ہے جبکہ فقہ و اجتہاد کئی ہو سکتے ہیں اور متغیر بھی۔ لیکن ہر مقلد نے ان اجتہادات میں سے کسی ایک شخص کے فقہ و اجتہاد کو بے دلیل قبول کرنے کا اعلان کر کے اپنے امام اور اس کی فقہ کو شریعت کا درجہ دے رکھا ہے۔ لہٰذا وہ اسی فقہ کو اپنے لیے قابلِ اطاعت و اتباع سمجھ کر دائمی حیثیت دیتا ہے۔ گویا یہ فقہ اس کے لیے شریعت بھی ہے اور دین بھی! ـــــ چنانچہ امام کا اجتہاد تو کتاب و سنت کی اطاعت ہی ہوتی ہے جبکہ اس کے مقلد کی تقلید کتاب و سنت سے قطع نظر اپنے امام ہی کی اطاعت و اتباع! ـــــ یہی وہ فرق ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی اس آیت میں مقلدین کو سمجھایا ہے:

"اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ـــــ الاٰیۃ!"

"انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا ہے!" ـــــ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

—— ہم بھی ان باتوں کو دین کا اختلاف نہیں سمجھتے، لیکن ہم انہیں شریعت کا اختلاف سمجھنے سے بھی انکاری ہیں —— رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ اگر یہ ہو کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھی جائے، اور یہ بھی ہو کہ نہ پڑھی جائے، تو دونوں صورتیں ایک ہی شریعت میں داخل ہیں —— اس صورت میں دونوں ہی (پڑھنے والا اور نہ پڑھنے والا) حضورؐ کے پیرو ہوں گے —— لیکن اگر آپؐ نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز کو ایک ہی سلسلۂ کلام میں تین بار ناقص اور ناتمام فرمایا ہو تو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا ہی شریعت ہوگا، دوسرے طریقہ کو ہم خلافِ شریعت کہیں گے —— پس پڑھنے والا اور نہ پڑھنے والا دونوں حضورؐ ہی کے پیرو نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس طرح یا تو شریعت میں اختلاف لازم آئے گا، یا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ شریعت ایک کی بجائے کئی ہیں —— لہٰذا پڑھنے والا تو حضورؐ کا پیرو ہوگا، لیکن جس نے فرمانِ رسول اللہ کو نظر انداز کرکے کسی امام کی تقلید میں اس کے پڑھنے سے انکار کر دیا ہے، اس نے گویا رسالت کی مسند پر اس امام کو بٹھا دیا ہے!

علاوہ ازیں اختلافات صرف آمین، فاتحہ خلف الامام اور نماز میں ہاتھ باندھنے تک محدود نہیں ہیں، نہ ہی مولانا کے ان الفاظ کے پابند رہ سکتے ہیں؛ بلکہ اگر سنّت کو نظر انداز کر دیا جائے گا تو یہ گاڑی شرک و بدعت سے ورے نہیں رُکے گی —— اتحاد ہمیں بھی عزیز سے عزیز تر ہے، لیکن اس کے لیے ہمیں سنّتِ رسولؐ سے دستبردار ہونا گوارا نہیں ہے —— خود مولانا کے یہ الفاظ ہمارے ذہن میں گونج رہے ہیں کہ:

"حضرت ہارونؑ کے اس جواب کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ قوم کا مجتمع رہنا اس کے راہِ راست پر رہنے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔"

(صفحہ گزشتہ) علاوہ ازیں یہ بات بھی درست نہیں کہ موجودہ فرقہ بندی کی وجہ ائمہ مجتہدین کے اختلافات ہی ہیں۔ کیونکہ خود ائمہ ان اختلافات کی بنا پر فرقوں میں نہ بٹے، لیکن نسل در نسل ان اختلافات نے سینکڑوں صورتیں بدل کر انہی ائمہ کے نام پر فرقہ بندی کو وہ شکل دے دی ہے جس سے ان ائمہ کو دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے!

پس ہر شخص کو "اپنی اپنی سمجھ" کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دینا اتحاد کا باعث نہیں، انتشار کو راہ دیتا ہے —— فرقہ بندی کی جڑ نہیں کاٹتا، اس کو پروان چڑھا کر ایک تن آور درخت بنا تا ہے —— اور جوں جوں یہ درخت پھلتا پھولتا جائے گا، "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ" کی گرفت ڈھیلی پڑتی جائے گی!

---

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا!" (الروم: ۳۲)

"مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ —— یعنی ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے!"

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

"إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ!" (الانعام: ۱۵۹)

کہ "(اے نبیؐ) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گروہ بندیاں اختیار کر لیں، آپ کو ان سے کچھ سروکار نہیں ہے، ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہے، پھر وہ ان کو، جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں، خوب جتلا دے گا!"

اور اسی سورہ کی آیت ۶۵ میں تو فرقہ بندی کو عذابِ الٰہی کی قسموں میں سے ایک قسم شمار کیا گیا ہے —— ارشادِ ربانی ہے:

"قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ!"

"(اے نبیؐ) فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزہ

چکھا دے!"

ان آیات کی روشنی میں کوئی بھی ذی ہوش انسان انتشار و افتراق کو ختم کرنے اور اتحاد و اتفاق کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا ـــــ حتیٰ کہ جو قوم انتشار و افتراق کو اپنی صفوں میں راہ دیتی ہے، صرف یہی نہیں کہ اپنی آزادی کی حفاظت نہیں کر سکتی اور اپنی سلامتی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ بلکہ قرآن مجید نے تو یہ ذکر کر کے کہ فرقہ بندی مشرکین کا شیوہ ہے، اتحاد و اخوت کے سلسلہ کا اخروی پہلو بھی ہمارے سامنے پیش کیا ہے!

تاہم، اے قائدینِ تحریکِ اتحادِ ملت، قرآنِ کریم ان بنیادوں کی طرف بھی ہماری راہنمائی فرماتا ہے، جن بنیادوں پر اتحاد و اخوت کی عظیم الشان عمارت تعمیر ہو سکتی ہے۔ اور ان مقامات کی نشاندہی بھی کرتا ہے، جہاں کسی مزعوم اتحاد کے بنے بنائے محل اچانک چکنا چور ہوتے رہے ہیں ـــــ تاریخِ عالم پر ایک اچٹتی سی نگاہ توڈالیے، یہ کیا وجہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کا حقیقی بیٹا ایک ہی کشتی کے سوار نہ بن سکے؟ ـــــ حالات کی نزاکت سے کسے انکار ہے؟ ـــــ نوحؑ کو بیٹے کی موت کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ وہ اُن کی نگاہوں کے سامنے غرق ہو رہا ہے، اس عالمِ اضطراب میں وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں کہ "رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ!" (ہود: ۴۵) لیکن بارگاہِ الوہیت کو یہ اتحادی ادا ایک آنکھ نہیں بھائی اور دو ٹوک جواب دیا کہ "اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ" "وہ آپ کا اہل نہیں ہے!" ـــــ وجہ یہ کہ: "اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ!" (ہود: ۴۶) ـــــ "اس کے اعمال صالح نہیں ہیں!" ـــــ نہ تو اس نے میری الوہیت کی لاج رکھی، نہ آپ کی رسالت کی شرم اسے دامنگیر ہوئی ـــــ "فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ!" "فلہٰذا مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کریں، جس کا آپ کو علم نہیں ہے، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ جاہلوں میں سے نہ ہو جائیں!"

ـــــ قرآنِ کریم ہی ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ لوطؑ اور اُن کی بیوی کی راہیں بھی اس گہرے رشتے کے باوجود، جدا ہو گئی تھیں۔ چنانچہ آلِ لوطؑ کو "اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ" (الحجر: ۵۹) کی خوشخبری ملنے کے باوجود "اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَا اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ" (ایضاً: ۶۰) کا استثناء ظاہر و باہر ہے کہ لوطؑ اور اُن کے ساتھی تو

بچ نکلے، لیکن آپؑ کی بیوی مجرموں کے ساتھ پتھروں کی بارش کا نشانہ بن گئی۔

حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے باپ کا حال بھی ہمارے سامنے ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے باپ کو مورتیاں پوجنے سے باز رہنے کو فرمایا اور اس نے آپؑ کو سنگسار کرنے کی دھمکی دے کر گھر سے نکل جانے کو کہا، تو آپؑ نے یہ خیال کرتے ہُوئے کہ یہ جھُوٹے خداؤں کی خاطر مجھے چھوڑنے پر کمر بستہ ہے تو میں سچے خُدا کی خاطر اسے کیوں نہیں چھوڑ سکتا؟ —— اس کو الوداعی سلام کہا اور گھر سے نکل کھڑے ہوئے —— حقیقی باپ اور بیٹے کا اتحاد بھی ہمیں اس مقام پر بھی مفقود نظر آتا ہے۔

الغرض، قرآنِ مجید کے ذریعے ہم نے ابراہیمؑ کو بادشاہِ وقت سے مناظرہ کرتے دیکھا —— موسیٰؑ کو اس شخص کے خلاف صف آرا پایا جس کی گود میں وُہ پل کر جوان ہوئے تھے —— پھر ہاتھ میں عصا لے کر انہیں، جادوگروں کے مقابلہ میں اسی شخص کو نیچا دکھانے کی خاطر، میدان میں اترتے دیکھا —— تورات لے کر واپس ہوتے اور قوم کو بچھڑا پُوجتے ہوتے پایا تو پہلے بڑے بھائی سے باز پرس کی، معقول معذرت سننے کے باوجود، اپنے رب سے اپنے اور اپنے بھائی کی بخشش کے لیے دُعا کی —— اور پھر کسی بھی اتحاد کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے، کسی بھی انتشار و افتراق کے خطرہ کی پرواہ کیے بغیر اس حرکتِ شنیع کے محرک سامری کو " اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ " کی سزا سنادی اور اس کے جھُوٹے معبود (بچھڑے) کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ کو سمندر میں بہا دیا! (دیکھیے سورۃ اعراف اور سورۃ طٰہٰ)

—— اور سیرتِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں ہم نے یہ پایا کہ بھتیجا (محمدؐ) تو " یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا " کا اعلان کر رہا تھا —— لیکن حقیقی چچا " یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ لَا تُصَدِّقُوْہُ فَاِنَّہٗ کَذَّابٌ! " پکارنے کے علاوہ اپنے اس سگے بھتیجے پر پتھر بھی پھینکتا چلا جاتا تھا —— یہ وہی عرب تھے کہ جن کی خاندانی عصبیتوں اور خونی انتقام کے سلسلے پچاس پچاس سالوں پر محیط ہو جاتے تھے —— تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک ہی خاندان کے یہ دو قریبی فرد آپس میں متحد رہنے کی بجائے باہم مدِمقابل ہیں؟ —— ایک طرف یہی قریشی نوجوان ہے

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو دوسری طرف بھی قریش ہی موجود ہیں ——— معرکے بپا ہوتے ہیں، اور بدر و اُحد ——— احزاب و حنین کے میدانوں سے گزرتا ہوا یہ قافلہ سالار، ہر اس شخص کو تو الگ کرتا چلا جاتا ہے جو اللہ کی الوہیت اور اپنی رسالت کا انکاری ہے، خواہ وُہ اپنا قریبی ہی کیوں نہ ہو! ——— تاہم ان لوگوں کو اپنے جلو میں لیے چلا جاتا ہے جو اللہ کے قرآن اور رسول اللہ کے فرمان کو اپنا مقصودِ ایمان قرار دے چکے ہیں، خواہ اس سے قبل ان سے دُور کی شناسائی بھی نہ ہو! ——— گویا اتحاد ہوا اور بلاشبہ ہوا ——— بے مثال ہوا اور بے نظیر پایا گیا ——— لیکن کن بنیادوں پر؟ ——— آسمانوں سے قرآن مجید نازل ہوتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے پڑھ کر لوگوں کو صرف سناتے ہی نہیں تھے، اپنے عملِ مبارک سے انہیں سمجھاتے بھی تھے ——— چنانچہ وُہ نفوسِ قدسیہ، جنھوں نے کتاب و سنّت کی ان آوازوں پر لبیک کہی، آپؐ کی صفوں میں شامل ہوتے چلے گئے، تا آنکہ اس ہستیٔ کاملؐ کے گرد ہمیں توحید و رسالت کے ان پروانوں کا ایک جمِ غفیر نظر آتا ہے جو "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" کی مکمل تصویر ہیں! ——— اب ان کے درمیان وُہ رشتہ ہے کہ جس کے سامنے خون کے رشتے سرنگوں ہیں! وُہ تعلق ہے کہ جس کے سامنے دیگر تمام علائق ہیچ ہیں ——— اور یہ وُہ اتحاد ہے کہ جس کا غلغلہ زمین و آسمان میں ہے ——— رہتی دُنیا تک اللہ کے قرآن میں ہے:

"وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ؕ"

"اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر لٹا دی گئی، تم آپس میں دشمن تھے، لیکن اس نے تمہارے دلوں کو الفت سے معمور کر دیا۔ چنانچہ اس نعمت کے سبب تم آپس میں بھائی بن گئے!"

——— اب یہ وُہ لوگ ہیں کہ روئے زمین کی وسعتیں جن کے قدموں میں پامال ہیں، لیکن ان کی سوچ ایک ہے، فکر ایک ہے ——— مقصود ایک اور مرکز ایک ہے! ——— ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اِلّا یہ کہ جس کو دُور کرنے کے لیے کوئی فرمانِ رسولؐ ان تک نہ پہنچ سکا ——— یا وُہ فطری اختلاف کہ جس کو دور کرنے کا

انسان ازروئے شریعت مکلف نہیں ـــــــ یہاں کوئی سیاسی جماعت نہیں، ایک الگ منشور نہیں ـــــــ کوئی فرقہ بندی نہیں! ـــــــ اس لیے کہ وہ ہر معاملہ میں قرآن اور صاحب قرآن سے سند لاتے تھے ـــــــ وہ کسی امام کے پابند نہ تھے، ہاں مگر اس رسولؐ کے اطاعت گذار تھے کہ جس کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت تھی ـــــــ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے درمیان موجود رہے، وہ اپنی الجھنیں آپؐ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ اور جب آپؐ اُن کو داغِ مفارقت دے کر فردوسِ بریں کو سدھارے، تو جاتے وقت اُن کو یہ پیغام دے گئے:

"تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ!"

کہ "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، جب تک تم نے ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھا، ہرگز گمراہ نہ ہوگے ـــــــ ان میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے اور دوسری اس کے رسولؐ کی سنّت!"

چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تادمِ آخر کتاب وسنّت کے پابند رہے اور ان کا یہی طرزِ عمل آج بھی ہمارے سامنے اتحاد واخوت کے سلسلہ میں روشنی کے مینار کی حیثیت رکھتا ہے!

ـــــــ پس اے داعیانِ اتحاد، اتحاد واخوت کی بنیاد صرف اور صرف کتاب وسنّت ہے، توحید و رسالت ہے ـــــــ اگر آپ واقعی اتحاد چاہتے ہیں تو کتاب وسنّت کی بنیادوں پر متحد ہونے کا عہد کریں، ہم ان شاء اللہ اپنی آنکھیں آپ کے فرشِ راہ کردیں گے ـــــــ ورنہ ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ اتحاد کا نام بھی نہ لیجئے ـــــــ کہ فرقہ بندی کا یہ قضیہ آپ کے نپٹانے کا نہیں ہے!

رہے وہ لوگ کہ جو کتاب وسنّت کے پابند ہوکر اس لیے پریشان ہیں کہ ہماری حیثیت ہی کیا ہے؟ ـــــــ آٹے میں نمک کے برابر! ـــــــ تو یہ فرمانِ باری تعالیٰ ان کے لیے موجبِ اطمینان ہونا چاہیے:

"اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰہِ حَنِیْفًا وَّ لَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ"

"بے شک ابراہیمؑ اکیلے ہی پوری امت تھے، خدا کے فرمانبردار، ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے"

— اگر آپ نے کتاب وسنّت کی دعوت کو جاری رکھا اور اس میں مخلص رہے تو اس ہجوم کو پیشِ نظر رکھیے جو لبیک لبیک کہتا ہوا ابراہیمؑ کی سنّت کو زندہ رکھنے کے لیے آج بھی کعبۃ اللہ کے گرد منڈلا رہا ہے — خدا آپ کو بھی ضائع نہیں کرے گا، تاہم اخلاص شرطِ اوّلیں ہے — وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

(اکرام اللہ ساجد کیلانی)

## تین افراد کا قبولِ اسلام

لاہور ۲۳ رجولائی آج یہاں جامعہ لاہور الاسلامیہ ماڈل ٹاؤن (لاہور) میں تین افراد پورن مسیح ولد نگھر مسیح (عمر ۵۰ سال) رسول بی بی دختر منگل مسیح و بیوہ خوشی مسیح (عمر ۴۰ سال) عائشہ دختر خوشی مسیح (عمر چار سال) نے بجناب محمد حفیظ صاحب کی تحریک پر شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ ان کے اسلامی نام بالترتیب محمد صادق، خدیجہ بی بی اور عائشہ بی بی رکھے گئے ہیں۔ اس موقع پر حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی نے اسلام اور مسیحیت پر اجمالاً روشنی ڈالتے ہوئے اُن کو بتایا کہ ان کے لیے دوہرا اجر ہے کیونکہ وُہ اہلِ کتاب تھے اور اب انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ نیز یہ کہ اللہ رب العزت نے ان کے سابقہ گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ کیونکہ اسلام اپنے سے قبل تمام گناہوں کی تلافی کر دیتا ہے۔ حافظ عبدالرشید اظہر صاحب نے عقیدہ تثلیث اور عقیدہ توحید میں فرق واضح کیا جبکہ قاری نعیم الحق صاحب نے ایمانیات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کو نماز روزہ وغیرہ کی پابندی کی تلقین کی۔ حاضرین نے بعد میں انہیں اسلام قبول کرنے پر مبارک باد دی، ان کے حق میں خیر و استقامت کی دُعا کی اور مٹھائی سے انکی تواضع کی گئی۔ حافظ عبدالرحمن صاحب مدنی مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ نے انہیں اسلامی احکام و مسائل سے روشناس کرانے کیلئے ایک جامع پروگرام مرتب کیا ہے۔